مسلمان خواتین کی علمی خدمات

سید غلام مصطفٰے بخاری عقیل مدرس جامعہ منظر میہ رضویہ

عورت شجر انسانیت کی جڑ ہے کہ انا خلقنا کم من ذکر و انثی[1] نے یہی حقیقت آشکارا کی ہے۔

عورت رونق بزم کائنات ہے کہ زین للناس حب الشہوات من النساء[2] (الایۃ) میں مذکور سامان ہائے دلبستگی میں سرفہرست ہے۔

عورت سامان تسکین روح ہے کہ وجعل منہا زوجہا لیسکن الیہا[3] کا مصداق ہے عورت عظیم ہے کہ دنیا کے ہر عظیم انسان کو اس کی گود نے پروان چڑھایا۔

مگر ــــ انسانی معاشرے نے اس کے ساتھ کیا سلوک روا رکھا؟

یہی کہ ــــ باوجودیکہ معاشرہ نہ تو اسے پیدائشی غلام سمجھتا تھا نہ یہ پیدائشی غلام تھی پھر بھی ظہور اسلام تک ہر ملک میں اور ظہور اسلام کے بعد علی الخصوص ان ممالک میں جو ضیاء اسلام سے منور نہ ہو سکے اس کے ساتھ غلاموں سے بدترین سلوک کیا جاتا رہا اسے کوئی حق دینا تو درکنار اس کے حق میں کوئی آواز تک بلند کرنے کا روادار نہ تھا بلکہ ہر ایک اس کی عزت و احترام کے گراف کو نیچے لانے میں دوسرے سے سبقت لے جانے پر کمربستہ تھا

عارف تمہی نہیں ہو محبت میں خستہ حال
اس راستے میں اور بھی آشفتہ سر ملے

جاہل معاشرے تو ایک طرف اپنے وقت کے مہذب ترین اور تہذیب و تمدن کے گہوارہ معاشروں میں عورت کس حالت سے دوچار تھی اس کی تصدیق حسب ذیل چند

---

[1] القرآن: الحجرات: پارہ ۲۶، رکوع ۱۴ [2] آل عمران: پ ۳ رکوع ۱ [3] اعراف: پ ۹ رکوع ۱۶

اقتباسات سے ہو سکتی ہے۔

عورت یونان میں

یونان جس کے علم و فضل کی آج بھی دنیا معترف ہے اور علم و فضل میں ایک دنیا کا جو ہنمار رہا ہے لیکن اس کا یہ فضل و کمال اسے عورت کی حالت سدھارنے پر آمادہ نہ کر سکا۔

لقمان ارسطو۔ افلاطون۔ اور جالینوس کی سرزمین میں عورت کی حالت یہ تھی۔

یونانی عورت کو ایک کمتر درجہ کی مخلوق سمجھتے تھے اگر کسی عورت کا بچہ خلاف فطرت پیدا ہوتا تو اسے مار ڈالتے۔

اسپارٹا میں اس بدنصیب عورت کو جس سے کسی قومی سپاہی کے پیدا ہونے کی امید نہ ہوتی مار ڈالتے جب کسی عورت کا بچہ ہو چکتا تو فوائد ملکی کی غرض سے اسے دوسرے شخص کی نسل لینے کے لیے اس کے خاوند سے عاریتاً لے لیتے تھے اور خاوند مرتے وقت جس کے حق میں چاہے بیوی کے متعلق وصیت کر سکتا تھا اور وہ اس کی ملک ہو جاتی تھی[1]

یونان جو گہوارہ علم و فضل تھا وہاں عورتوں کی تعلیم کا کوئی بندوبست نہ تھا (مدارس صرف مردوں کیلئے قائم کئے جاتے تھے) اگر ایسا ہوتا تو یہ ایک بڑا حق ہوتا جو خواتین کو دیا جاتا مگر وہ تو خواتین کے لیے ان کی ذات تک میں کوئی حق تسلیم کرنے کو تیار نہ تھے بلکہ:

"عورت کی شادی اس کی مرضی کے بغیر کر دی جاتی بعض اوقات تو باپ مرتے وقت اپنی بیٹی کی کسی کے حق میں وصیت کر جاتا تو بیٹی کو وہ وصیت پوری کرنا پڑتی تھی بھائی

---

[1] المراۃ فی التاریخ والشرائع: ص ۷۲

کی موجودگی میں وراثت سے محروم رہتی اکیلی ہوتی تو وارث بنتی مگر ایسی صورت میں اس کے لیے ضروری ہوتا کہ باپ کے ورثا میں سے سب سے بڑے کی بیوی بنے اور اس سے جو بچہ پیدا ہو وہ نانا کی طرف منسوب ہو کر اس وراثت کا حق دار بنے۔

حتیٰ کہ افلاطون کا خیال تھا کہ عورت اور غلام دونوں ایک ہی درجے کی مخلوق ہیں [۱]

عورت روم میں

روم جو اپنے دور کی سپر پاور اور متمدن ترین سلطنت تھی اس میں خواتین کا عالم یہ تھا۔

مرد کی حکومت اپنی بیوی پر جابرانہ تھی جس کا معاشرت میں کوئی حصہ نہ تھا اور شوہر کو پورا حق اس کی جان پر بھی حاصل تھا [۲] جس کی تفصیل حسب ذیل ہے:

مرد کو یہ حق حاصل تھا کہ جب چاہے بیوی کو طلاق دے جب چاہے اسے بیچ دے اور ہر چھوٹی غلطی سے لے کر بڑی غلطی تک (اسلامی اصطلاح میں قابل حد قتل کی سزا) کا مکمل اختیار خاوند کو حاصل تھا حکومت کا کوئی اختیار نہ تھا [۳]

عورت یہود کے نزدیک

یہودیوں کے ہاں یہ بھی اثاث البیت جیسی شئی تھی جس کی وجہ سے باپ کو اپنی بیٹی کو بیچ دینے کا اختیار تھا خاوندوں کے اختیارات بھی جابرانہ تھے [۴]

عورت بعض حالات میں ملک کی ملکیت قرار دی جاتی یا قوم کی ملکیت ہوتی تھی جس

---

[۱] المرأۃ فی التاریخ والشرائع: ص ۴۷ محمد جمیل بھیم: اسلام کا نظام عفت و عصمت ص ۲۶: ۲۷

[۲] اسلام کا نظام عفت و عصمت: ص ۲۷: ظفر الدین مولانا۔

[۳] المراۃ فی التاریخ والشرائع: ص ۴۷، محمد جمیل بھیم۔

[۴] المراۃ فی التاریخ والشرائع: ص ۴۷

کا ثبوت یوں ملتا ہے کہ ان کے ہاں ہر شخص کا نام اسرائیل میں باقی رہنا ضروری تھا اور اس مقصد کے حصول کے لیے عورت کی خواہشات اور عزت نفس کی کوئی حیثیت نہ تھی انہوں نے تمام ایسی خواتین کے لیے جن کے خاوند بے اولاد فوت ہو جائیں لازم قرار دے رکھا تھا کہ:

اگر چند بھائی اکٹھے رہتے ہوں اور ان میں سے کوئی بے اولاد فوت ہو جائے تو اس کا نکاح کسی دوسرے آدمی کے ساتھ نہ کیا جائے بلکہ اس کے شوہر کا بھائی اس سے خلوت کرے اسے اپنی بیوی بنائے اور بھاوج کا حق اسے ادا کرے تو یوں ہو گا کہ پہلا بچہ جو پیدا ہو گا وہ متوفی بھائی کے نام منسوب ہو گا تاکہ اس کا نام اسرائیل سے نہ مٹ جائے۔

اگر یہ شوہر بننے سے انکار کر دے تو اس کے بھائی کی بیوی ججوں کے سامنے اس کے نزدیک اپنے پاؤں کی جوتی نکالے اور اس کے منہ پر تھوک دے اور کہے کہ اس شخص کے ساتھ جو اپنے بھائی کا گھر نہ بنائے یہی کیا جائے گا اور اس کا نام یہ رکھا جائے کہ یہ اس شخص کا گھر ہے جس کا جوتا نکالا گیا ہے[1]

عورت عیسائیت میں

دین عیسوی میں ابتداءً تو عورت کا مقام قدرے بلند تھا جس کا اندازہ حضرت عیسیٰ کے اولین اعلان وبرا بوالدتی ولم یجعلنی جبارا شقیا[2] سے ہوتا ہے کہ دین عیسوی میں عورت کو باوقار مقام دینا مطلوب تھا۔

دین عیسوی کی ابتدائی تعلیمات بھی اس بات کی عکاس ہیں مگر کچھ عرصہ بعد ان کی یہ حیثیت مجروح ہونا شروع ہوئی پہلے تو ترتولیاں (نے جو مسیحیت کے اولین ائمہ میں سے ہے) نے عورت کے متعلق کہا:

---

[1] اسلام کا نظام عفت و عصمت: ص ۳۷، ۳۸
[2] القرآن: مریم: ۵

وہ شیطان کے آنے کا دروازہ شجر ممنوعہ کی طرف لے جانے والی اور خدا کے قانون کو توڑنے والی خدا کی تصویر مرد کو غارت کرنے والی ہے ؎۱

بعد میں کلیسا نے عورت کی حیثیت کو یہاں تک گرا دیا کہ:

۵۸۱ء میں ائمہ کلیسا کی مجلس منعقدہ کولون میں اس بات پر زوردار بحث ہوئی کہ عورت انسان بھی ہے یا نہیں بڑی ردوقدح کے بعد اسے معمولی اکثریت کے ساتھ انسان تسلیم کیا گیا ؎۲

انسان تو اسے مانا لیکن کس قماش کا اس کیلئے حسب ذیل اقتباس کافی ہے:

عیسائی عورت کو نجاست کی پوٹ۔ سانپ کی نسل۔ منبع شر برائی کی جڑ جہنم کا دروازہ وغیرہ کے القابات سے یاد کرتے تھے ؎۳

عورت اور ہندومت

ہندو معاشرے میں تو عورت کی حالت بہت قابل رحم تھی اور بالکل اچھوتوں کی زندگی گزارنے پر مجبور تھی جناب محمد عبدالحی کے الفاظ یہ ہیں:

عورتیں جوئے میں ہاری جاتی تھیں ایک عورت کے کئی کئی شوہر ہوتے تھے بیوہ عورت قانونی طور پر ہر لذت سے عمر بھر محروم کر دی جاتی سماج کے ایسے ہی شرمناک برتاؤ کی وجہ سے ایک عورت شوہر کی لاش کے ساتھ زندہ جل جانا گوارا کر لیتی تھی۔ لڑائی میں ہار جانے کے ڈر سے عورتوں کو خود ان کے باپ بھائی اور شوہر قتل کر دیتے تھے اور اس پر فخر کرتے تھے ؎۴

؎۱ اسلام کا نظام عفت و عصمت: ص ۲۴: ظفر الدین مولانا

؎۲ المراۃ فی التاریخ والشرائع: ص ۶۲ ؎۳ ایضاً

؎۴ سیرت النبی: ص ۱۸: از عبدالحی مولانا۔

علاوہ ازیں عورت کی عصمت اس قدر ارزاں تھی کہ ہندوؤں کے ہاں آٹھ قسم کے نکاح قانونی ہیں جن میں ـــــ گاندہرب ـــ راکشش ـــ پیشاچ ۔ بھی شامل ہیں جن کی تفصیل حسب ذیل ہے:

گاندہرب ۔ بے قاعدہ بے موقع کسی وجہ سے دولہا دلہن کا مرضی سے میل ہونا راکششں جبراً چھین کر اغواء کر کے یا فریب کے ذریعہ لڑکی حاصل کر لینا پیشاچ ۔ سوئی ہوئی مدہوش یا پاگل لڑکی سے قضاء حاجت کرنا ۔ نیوگ ۔ نکاح کے بعد اگر کسی وجہ سے اولاد نہ ہو تو ہندوؤں کے ہاں اس کے لیئے بھی ایک قانونی راستہ ہے۔ (اولاد حاصل کرنے کا) جس کو نیوگ کہا جاتا ہے۔

"اولاد نہ ہونے کی صورت میں خسر وغیرہ کے حکم سے عورت رشتہ دار یا دیور سے حسب دلخواہ اولاد حاصل کرے [1]"

مجموعی تصویر ۔ ہندوؤں کے ہاں مجموعی اعتبار سے عورت جن خوبیوں کی حامل سمجھی جاتی تھی وہ یہ تھیں:

تقدیر ۔ طوفان ۔ موت ۔ جہنم ۔ زہر ۔ زہریلے سانپ ۔ ان میں سے کوئی بھی اس قدر خراب نہیں جتنی عورت ہے [2]

عورت یورپ میں:

قرون وسطیٰ میں جو ظہور اسلام سے جدید یورپ تک کے ادوار کو کہا جاتا ہے ان میں جب کہ اسلامی ممالک میں خواتین علم و فضل کے دریا بہا رہی تھیں حقوق کے اعتبار سے ایک بلند مقام حاصل کر چکی تھیں جس کی تفصیل آئندہ آتی ہے یورپ میں عورت کی حالت کچھ یوں تھی۔

یورپ میں خاوند کو یہ حق حاصل تھا کہ وہ جب چاہے اپنی بیوی کے گلے میں رسی ڈال کر بازار میں بیچ آئے۔

نطشے جدید دور کے یورپ کا مایہ ناز فلسفی زرتشت کا نام لے کر کہتا ہے کہ

---

[1] اسلام کا نظام عفت و عصمت : ص ۲۹ ظفر الدین مولانا

[2] ″ ″ ″ ″ ۳۹ ″ ″

عورتیں دوستی کے قابل نہیں وہ محض بلیاں ہیں یا زیادہ سے زیادہ گائیں عورتیں صرف جنگجو مردوں کا دل بہلانے کے لیے اس کے نزدیک اس دل کو بہلانے میں عورتوں کو کوڑے سے مارنا ضروری ہے وہ لکھتا ہے کہ عورت کے پاس جاتے وقت اپنا کوڑا نہ بھولئے [1]

نطشے نے تو اسے پھر بھی مرد میدان لوگوں کی دلبستگی کا سامان قرار دیا جس میں کچھ وقار ہے جرمن تو اسے ہر ایک کی دلبستگی کا سامان قرار دیتے تھے جرمن عورت کو بحیثیت مہمانوں کو بطور تحفہ پیش کرنا اور وصیت کر کے کسی دوسرے کی مملوک بنانا جائز سمجھتے تھے [2]

یورپ جسے ناز ہے کہ اس نے عورت کو مردوں کے برابر حقوق دیتے ہیں اس میں آج بھی حالت یہ ہے کہ:

آج بھی مغربی دنیا میں عورت کو کوڑے مار کر مرد لطف اندوز ہوتے ہیں ان کی چیخ و پکار ٹیپ کرتے ہیں اور یہ کہ یورپی لڑکیوں کی فروخت جاری ہے اور ان سے زبردستی فحاشی و بدکاری کروائی جاتی ہے [3]

یورپ میں جو حقوق عورتوں کو اب حاصل ہوئے یہ انہوں نے کتنی مشکل سے حاصل کئے اس کا اندازہ ذیل کے اقتباس سے کیا جائے کہ جب ووٹ تک کا حق جو قرن اول سے ہی خواتین اسلام کو حاصل رہا ہے یورپ کی عورتوں نے اتنی مشکل سے حاصل کیا تو باقی حقوق کا کیا حال ہے:

یورپ میں عورتوں کو بڑی مشکل سے ووٹ کا حق ملا ۱۹۲۸ء میں انگلینڈ میں ووٹ کا حق مانگنے کے جرم میں ایک عورت کو گھوڑے سے کچل کر مار ڈالا گیا

سوئٹزرلینڈ جیسے ملک میں یہ حق حال ہی میں یعنی ۱۹۷۱ء میں ہی

---

[1] مضمون سہ ماہی منہاج: شمارہ جنوری ۱۹۸۳ء ریاض الحسن نوری

[2] المراۃ فی التاریخ والشرائع: ص ۱۷۶

[3] مضمون سہ ماہی منہاج: شمارہ جنوری ۱۹۸۳ء: ریاض الحسن نوری

مل سکا جب کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے حضرت عثمان کے انتخاب کے دوران
مدینہ کی عورتوں سے بھی مشورہ لیا صلح حدیبیہ پر خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیوی ام سلمہ
کے مشورہ پر عمل کیا سلہ

زمانۂ جاہلیت میں عورت

گذشتہ اوراق میں اپنے وقت کے مہذب ترین معاشروں میں عورت کی حیثیت کا تذکرہ کیا گیا
ہے اسی سے یہ بات سمجھ میں آجاتی ہے کہ جب متمدن معاشروں کا یہ عالم تھا تو عرب جو جہالت میں ضرب
المثل تھے اور پورے جزیرہ میں صرف سترہ مرد اور عورتیں لکھنا پڑھنا جانتے تھے ان کے ہاں عورت
کا کیا مقام رہا ہوگا کتب تاریخ کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ عورت
عرب میں کسی بھی حیثیت میں قابل احترام نہ تھی لیکن جب وہ بیٹی یا بیوی ہو تو اس کی بیچارگی کی داستان تو
بہت طویل ہو جاتی تھی۔

اس موضوع پر اگرچہ بہت کچھ لکھا جا سکتا ہے مگر خوف طوالت کی بناء پر چند اقتباسات عورت کی
حالت کے متعلق ملاحظہ ہوں۔

بچی کی حیثیت میں۔ عرب عورت جب بچی ہوتی تو اولاً تو وہ زندہ درگور کر دی جاتی تھی جیسا کہ بے
شمار احادیث میں ایسے واقعات بیان ہوتے ہیں اور قرآن کریم نے بھی واذا الموؤدة سئلت
بای ذنب قتلت ۔ سلہ سے اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔

اگر کہیں زندہ درگور کرنے کا رواج نہ تھا تو وہاں بھی اس کی حیثیت اس سے زیادہ نہ تھی کہ اس کی
پیدائش پر باپ کا رنگ فق ہو جاتا اور شرم کے مارے کئی کئی دن لوگوں سے چھپا رہتا اور اس سے جان
چھڑانے کی تدبیریں کرتا رہتا جیسا کہ قرآن کریم میں ہے:

اذا بشر احدھم بالانثیٰ ظل وجھہ مسودا وھو کظیم

سلہ مضمون سہ ماہی منہاج شمارہ جنوری ۱۹۸۳ء ریاض الحسن نوری
سلہ التکویر: رکوع ۶: آیت ۸ - ۹

يتوارى من القوم من سوء ما بشر به ايمسكه على هون
ام يدسه فى التراب ؎۱

ترجمہ — جب ان میں سے کسی کو بیٹی پیدا ہونے کی خبر دی جاتی ہے تو سارا دن اس کا چہرہ بے رونق رہتا اور وہ دل میں کڑھتا رہتا ہے تو قوم سے اس خبر کی بنا پر چھپتا پھرتا ہے (اور سوچتا ہے) کہ آیا ذلت برداشت کر کے اسے زندہ رکھے یا اسے مٹی میں گاڑ دے۔

بہن کی حیثیت میں — جب بیٹی باپ کے لیے اس قدر باعث عار و ننگ ہو تو ایسے میں کوئی بھائی کیونکر بہن کے وجود کو باعث فخر قرار دے سکتا تھا۔

بیوی کی حیثیت میں: عورت بیوی کی حیثیت میں سب سے زیادہ مظلوم تھی چنانچہ جہاں اس کو لاتعداد سوکنوں اور طلاقوں کا مستحق ٹھہرایا گیا تھا وہاں اس کی تذلیل کے ہزار ہا سامان مہیا کیے گئے تھے مثلاً جس خاوند کو ماں باپ اور معاشرہ عورت کی عزت و عصمت کا محافظ گردانتا ہے اس کے ہاں بیوی کی قدر و منزلت کچھ یوں تھی کہ:

اپنی منکوحہ بیوی سے مرد کہتا کہ تو پاکی حاصل کرنے کے بعد فلاں مرد کے پاس چلی جا اور اس سے فائدہ حاصل کر اتنی مدت شوہر اپنی اس عورت سے علیحدہ رہتا جب تک اس کی عورت کو غیر مرد کا حمل ظاہر نہیں ہو جاتا ایسا جاہلیت میں اس لیے کرتے تھے کہ لڑکا نجیب ہو ؎۲

بیوی سامان تجارت: جب عرب میں کوئی چیز ادھار لینا ہوتی اور ضمانت مانگی جاتی تو یہ لوگ بیویوں کو گروی رکھ دیا کرتے تھے جیسے کہ کعب بن اشرف نے محمد بن مسلمہ سے غلہ ادھار مانگنے پر کہا،

ارهنونى نساءكم قالوا كيف نرهنك نساءنا وانت اجمل العرب ؎۳

ترجمہ — تم اپنی بیویوں کو میرے پاس گروی رکھو انہوں نے کہا کہ ہم اپنی بیویوں کو تمہارے

؎۱ النحل: رکوع ۱۲: آیت ۵۹
؎۲ اسلام کا نظام عفت و عصمت: ۴۳ ظفر الدین مولانا
؎۳ بخاری شریف، باب قتل کعب بن اشرف:

پاس کیسے گروی رکھیں جب کہ تم عرب کے خوبصورت ترین مرد ہو اندازہ کیجئے کہ جب خاوندوں کا یہ عالم ہو تو دوسروں کا کیا حال ہوگا۔

بیوی ٹھوکر کا پتھر بیویوں کے ساتھ اسی سلوک پر بس نہ کرتے اس کو طرح طرح سے تنگ کرتے کئی کئی بار طلاق دے کر بقصد ایذا دہی رجوع کر لیتے بیوہ کو بغیر مال دیئے نکاح ثانی کی اجازت نہ دیتے مہر چھڑانے کے لیے بیوی پر غلط کاری کا الزام لگا دیتے لونڈی ہوتی تو اس سے پیشہ کروا کر دولت حاصل کرتے ان کے ان تمام افعال کی گواہی قرآن کریم نے ان کی ممانعت کر کے دی ہے،

ماں کی حیثیت میں اگرچہ ماں کی حیثیت سے عورت کو ہر معاشرہ قابل احترام سمجھتا تھا مگر صرف حقیقی ماں کو لائق تعظیم گردانتا تھا باپ کے عقد میں آنے والی دوسری عورتیں مال وراثت کی طرح تقسیم کی جاتی تھیں ابوبکر جصاص کے الفاظ یہ ہیں۔

۱- وقد كان نكاح امراة الاب مستفيضًا شائعًا في الجاهلية [1]

عورت وراثت سے ہر حیثیت میں محروم تھی جیسا کہ ثابت بن قیس کی بیوی کی بارگاہ رسالت میں شکایت سے اندازہ ہوتا ہے [2]

اسلام کا ظہور اور عورت

گذشتہ سطور میں جو کچھ آپ نے پڑھا یہ مشتے نمونہ از خروارے کے قبیل سے ہے ان حالات میں اسلام نے عورت کی حالت کی اصلاح کا بیڑا اٹھا اور حقیقت یہ ہے کہ ان حالات کے برعکس عورت کو فرش سے عرش تک پہنچا دیا اسلام نے عورت کی معاشرت۔ معاش۔ اقتصاد۔ اور تمدنی حالات میں زبردست اصلاحات کیں اگرچہ مرد کی برتری کو اسلام نے چیلنج نہیں کیا لیکن عورت کے حقوق کے سلسلہ میں اسے اتنی جکڑبندیوں میں کس دیا کہ عورت کو خود بخود اعلیٰ مقام حاصل ہو گیا میرا موضوع چونکہ علمی خدمات ہے لہٰذا میں اپنے موضوع کے مناسب صرف علمی خدمات کا تذکرہ کروں گا۔

---

[1] عورت اسلامی معاشرہ میں: ص ۲۶ سید جلال الدین: بحوالہ احکام القرآن جلد ۲ [2] ایضاً

معاشرے میں اہل علم کا مقام

ہر زندہ معاشرے میں سب سے بلند معاشرتی حیثیت اصحاب علم کی ہوتی ہے جہاں علم شرف انسانیت ہے وہاں انسانیت کی تمام تر ترقی اہل علم کی کاوشوں کی مرہون منت ہے۔

اسلام جس کی پہلی وحی ذکر قلم اور پڑھنے سے شروع ہوئی اس کے ہاں تو اہل علم کا معاشرتی مقام اور بھی بلند ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے جہاں ان کے مرتبہ رفیع کو یوں بیان فرمایا۔

ویرفع اللہ الذین اٰمنوا والذین اوتوا العلم درجات [۱]

ترجمہ۔ اللہ اہل ایمان کے درجات کو بلند کرے گا با الخصوص اہل علم کے کہ ساری کائنات سے ان کو یوں انفرادیت دی کہ:

انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء [۲]

ترجمہ۔ اللہ سے اس کے بندوں میں سے صرف اہل علم ہی ڈرتے ہیں۔

حصولِ علم اور خواتین

چونکہ اسلام کا مقصد عورت کی معاشرتی حیثیت کو بلند سے بلند تر کرنا تھا لہٰذا اسلام نے معاشرتی مراتب میں اس سب سے بڑے مرتبے کے حصول کے لیے عورت کو پورا حق دیا اور اسلام کو اس سلسلہ میں نہ صرف اولیت بلکہ انفرادیت حاصل ہے کہ اس نے عورت کو حصول علم کا نہ صرف حق دیا بلکہ اس پر بھی حصول علم کو مردوں کی طرح فرض قرار دیا۔ [۳]

اطلبوا العلم ولو کان بالصین فان طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم و مسلمۃ

---

[۱] القرآن: مجادلہ: پارہ ۲۸: رکوع ۲

[۲] القرآن: فاطر: پ۲۲: رکوع ۱۶

[۳] عہد نبوی کا نظام تعلیم: نقوش رسول نمبر: جلد ۴، ص ۱۲۷: ڈاکٹر حمید اللہ

لونڈیوں تک کو تعلیم دینا آپ نے باعث ثواب قرار دے کر عورت کو زیور علم سے آراستہ کرنے کی ترغیب دلائی۔ جب صحابہ نے اپنی بیویوں کو مسجد نبوی میں آنے سے روکا اور آپ تک یہ شکایت آئی تو آپ نے فرمایا:

اللہ کی بندیوں کو مسجدوں میں آنے سے مت روکو[1]

اسی پر بس نہیں کی بلکہ جب آپ نے محسوس کیا کہ خواتین یہاں کماحقہ استفادہ نہیں کر سکتیں تو آپ نے ان کے لیے ایک دن مخصوص فرمایا:

اس دن آپ خواتین کے سوالوں کے جواب دیتے اور انکے حالات کے مطابق انہیں وعظ و نصیحت فرماتے[2]

جس کا نتیجہ یہ ہوا تھوڑے سے ہی عرصہ میں تعلیم یافتہ خواتین کی بہت بڑی کھیپ تیار ہو گئی جس کا اندازہ یوں کیا جا سکتا ہے کہ علامہ ابن حجر نے الاصابہ میں قرون اولی کی صرف جن محدث خواتین کا تذکرہ کیا ہے ان کی تعداد پندرہ سو تینتیس ہے[3]

قرونِ وسطیٰ میں یورپین اور مسلم خواتین کا تقابلی جائزہ

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اسلام کے بعد مسلم خواتین کی شاندار علمی ترقی کا تذکرہ کرنے سے قبل قرون وسطیٰ (از ظہور اسلام تا انقلاب فرانس) کی یورپین خواتین کی علمی حالت کا مختصر جائزہ لیا جائے تاکہ اسلام کے بعد میدان علم میں مسلم خواتین کی ترقی کا صحیح اندازہ ہو سکے۔

اس سلسلہ میں حسب ذیل اقتباسات علماء مغرب کے پیش خدمت ہیں۔

قرون وسطیٰ کے لوگوں نے نہایت ہوشیاری سے کام لیا کہ عورت کو مطلق کوئی اختیار نہیں دیا کسی طاقت ور کا تو سوال ہی نہیں تھا اگر کچھ اختیار تھا تو یہ کہ وہ گھرداری کے تنگ

---

[1] نقوش: رسول نمبر: ص۱۳۵: جلد ۶

[2] ایضاً

[3] ایضاً ص ۱۰۹

دائرہ میں پھنسی رہے۔

اسی نقطۂ نظر کو انسائیکلوپیڈیا آف ایجوکیشن میں ذرا تفصیل سے یوں بیان کیا گیا ہے:

فرانسکو ڈا بار بریو کے نزدیک امیرزادی کو نوشت وخواند کی اجازت محض اس وجہ سے دی گئی تھی کہ وہ بالغ ہو کر اپنی جائیداد کی دیکھ بھال کر سکے جہاں تک دیگر معززین اطباء۔ججوں۔اور دیگر شرفاء۔کی لڑکیوں کا سوال ہے وہ کافی بحث مباحثہ کے بعد یہ طے کرتا ہے کہ بہتر ہے وہ لکھنا پڑھنا نہ سیکھیں علاوہ بریں تاجروں اور اہل حرفہ کی لڑکیوں کو تعلیم حاصل کرنے کی قطعاً ممانعت تھی ۔لہ

اسے برام انگلستان میں قرون وسطی کی حالت یوں بیان کرتا ہے:

مردوں کے مقابلہ میں عورتوں کی تعلیم کو کچھ بھی اہمیت حاصل نہ تھی اور رشد بد کے علاوہ ان سے کچھ توقع نہ تھی ۔لہ

لارڈ لینڈری کا ناٹ صرف یہ چاہتا ہے کہ:

اس کی لڑکیاں کچھ پڑھنا سیکھ لیں اس کے خیال میں لڑکیوں کو مدرسہ میں اس لیے داخل کیا جائے کہ وہاں دین کی اچھی اچھی باتیں سیکھ لیں اور اس طرح اپنے فرائض اچھی طرح جان لیں اور بری باتوں سے بچی رہیں ۔لہ

علاوہ ازیں عام معاشرے کا ذہن لڑکیوں کی تعلیم کے متعلق یہ تھا:

لوگ اپنے وصیت ناموں میں لڑکیوں کی تعلیم کے لیے کچھ رقم نہیں چھوڑتے تھے بلکہ بجائے اس کے شادی کے اخراجات کے لیے وصیت کیا کرتے تھے غالباً اکثر والدین اس بات سے مطمئن تھے کہ ان کی بیٹی تھوڑی سی ابتدائی تعلیم حاصل کر کے امور خانہ داری میں کافی مہارت رکھتی ہو اور اس میں ایک اچھی بیوی بننے کی

لہ نقوش رسول نمبر: ص ۱۰۷

لہ ایضاً

لہ ایضاً

صلاحیت موجود ہو[1]

ان تمام اقتباسات کی روشنی میں اگر یورپ کی عورت کو قرون وسطیٰ میں زیادہ ہی پڑھی لکھی شمار کیا جائے تو اس سے زیادہ نہیں ہوگی کہ وہ ابتدائی درجے کی تعلیم سے ہی آراستہ تھی اعلیٰ تعلیم اور علم عالیہ نہ اسے پڑھانے کی ضرورت محسوس کی جاتی تھی نہ اسے ان کا علم تھا۔

اس کے مقابلہ میں مسلم خواتین کی اسلام کے ابتدائی دور میں علمی ترقی کا یہ عالم تھا۔

مسلم خواتین کی اسلامی عہد میں علمی ترقی

قبل ازیں مذکور ہوا کہ ظہور اسلام سے قبل عورت تمام حقوق سے کلیتاً محروم اور تعلیم سے ناآشنا تھی اسلام کی خواتین کے متعلق فراخدلانہ معاشرتی تعلیمی پالیسی اور جدوجہد کا نتیجہ یہ ہوا کہ خواتین ہمہ قسم حقوق سے بہرہ اندوز ہونے اور حقوق میں مداخلت پر خلیفہ تک کو ٹوکنے کی جرأت کرنے کے ساتھ بہت بڑی تعداد میں نہ صرف لکھنے پڑھنے کے قابل ہوگئیں بلکہ بعض تو علم و فضل کے اس مقام رفیع پر فائز ہوگئیں تھیں کہ فحول علماء سے بھی سبقت لے گئیں خواتین صحابیات کی صفوں میں حضرت عائشہ بھی شامل تھیں جو ایسی زبردست عالمہ بن گئی تھیں کہ آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

کے آدھا علم عائشہ سے حاصل کرو[2]

اسلام کے علوم شرعیہ جو امت تک پہنچے ان کے ابلاغ میں اکیلی حضرت عائشہ کا اتنا حصہ ہے کہ بقول ابن حجر۔

فاکثر الناس اخذ وا عنہا و نقلوا عنہا من الاحکام والاداب شیئاً کثیراً حتی قیل ان ربع الاحکام الشرعیۃ منقول عنہا رضی اللہ عنہا۔[3]

---

[1] نقوش رسول نمبر: ص ۱۰۷ جلد ۶

[2] ایضاً ص ۱۰۹، ۱۲۵

[3] فتح الباری: جلد ۷، ص ۸۲، ۸۳ : عورت اسلامی معاشرہ میں: ص ۱۲۶ جلال الدین انصر عمری مولانا

اس دور میں جب عورتوں کی تعلیم کی کوئی باقاعدہ درس گاہ قائم نہ تھی بلکہ پوری دنیا عورت کو تعلیم یافتہ بنانے کے خلاف تھی اس وقت میں حضرت عائشہ مندرجہ ذیل علوم میں مہارت تامہ رکھتی تھیں۔

علم القرآن علی الخصوص وغیرہ حلال، حرام، فرائض علم حدیث علم فقہ شعر ادب، علم الانساب سیر اخبار ایام واحادیث عرب ادب طب وغیرہ [1]

حضرت عائشہ کی ان علوم میں مہارت کی انفرادی مثالیں آئندہ سطور میں ملیں گی مجموعی مہارت کا یہ عالم تھا کہ عروہ بن زبیر کا کہنا ہے [2]

ما رایت احداً اعلم بالقرآن ولا لفرائضہ ولا بحلال ولا بحرام ولا بشعر ولا بحدیث العرب ولا النسب من عائشۃ وما رایت اعلم بفقہ ولا طب من عائشہ [3]

ایک حضرت عائشہ ہی کا کیا ذکر یہاں تو تمام امہات المؤمنین اور صحابیات کی ایک بڑی تعداد علم وفضل کے بلند پایہ مقام کی حامل بھی چنانچہ جہاں حضرت عائشہ کے تلامذہ حدیث میں سے ۸۸ افراد کے نام کتب میں درج ہیں وہاں پر حضرت ام سلمہ کے بھی ۳۳ تلامذہ کا ذکر ملتا ہے [3]

حضرت ام درداء کے متعلق جہاں تذکرہ نگاروں نے یہ لکھا کہ:

کانت ام الدرداء تجلس فی صلواتہا جلسۃ الرجل و کانت فقیہۃ [4]

وہاں حضرت فاطمہ بنت قیس کے مرتبہ علم وفضل کو یوں بیان کیا ہے کہ:

---

[1] اعلام النساء، جلد ۳: ص ۱۰۶ عمر رضا کحالہ

[2] ؍ ؍ ص ۱۰۵: مستدرک جلد ۴: ص ۱۱ [3] نقوش رسول نمبر، جلد ۶: ص ۱۲۵۔

[4] (تہذیب التہذیب) جلد ۱۲: ص ۱۳۵۔ اسوہ صحابیات، سیر صحابیات: ص ۲۶، ۲۷۔ عورت اسلامی معاشرہ میں

وہ حضرت عمرؓ اور عائشہؓ سے ایک فقہی مسئلہ پر عرصہ تک بحث کرتی رہیں لیکن وہ ان کی رائے نہیں بدل سکے اس سے بھی آگے یہ کہ امت کے بہت سے ائمہ نے انہی کی رائے کو ترجیح دی"[1]

صحابیات کی مجموعی اعتبار سے اگر علمی ترقی کا جائزہ لینا ہو تو تذکرہ نگاروں کے ان دو اقوال سے لیا جا سکتا۔

علامہ ابن قیم کا کہنا ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جن صحابہ کے فتاویٰ محفوظ ہیں ان کی تعداد ایک سو تیس سے کچھ زیادہ ہے ان میں مرد بھی شامل ہیں اور عورتیں بھی ان میں بھی سات اشخاص ایسے ہیں کہ جن کے فتاویٰ کی تعداد اتنی زیادہ ہے کہ بقول علامہ ابن حزم ان میں سے ہر ایک کے فتوؤں کو اکٹھا کیا جائے تو ایک ضخیم کتاب تیار ہو سکتی ہے ان اشخاص میں حضرت عمرؓ حضرت عبداللہ بن مسعود کے ساتھ حضرت عائشہؓ بھی شامل ہیں۔

مفتی صحابہ کی دوسری صف میں حضرت ابوبکر و عثمان کے دوش بدوش حضرت ام سلمہ بھی موجود ہیں جن کے فتوؤں سے ایک ایک مستقل رسالہ مرتب کیا جا سکتا ہے۔

تیسرا گروہ ان صحابہ کا ہے جنہوں نے بہت کم فتوے دیئے اس میں حسنین کریمین حضرت ابوذر اور ابو عبیدہ کے ساتھ ام عطیہ، حضرت حفصہ حضرت ام حبیبہ صفیہ حضرت لیلیٰ بنت قائم۔ اسماء بنت ابی ابکر۔ ام شریک خولہ بنت تویت۔ ام درداء وغیرہ بہت سی صحابیات شامل ہیں[2] (خلاصہ)

قول ثانی: روایت حدیث کے اعتبار سے صحابہ کے پانچ طبقے ہیں:

---

[1] عورت اسلامی معاشرہ میں، ص ۱۲۸

[2] اعلام الموقعین، جلد ۱: ص ۸۱ - ترجمہ شدہ از ابن قیمؒ۔

۱ جن کی روایات کی تعداد ہزار یا ہزار سے زیادہ ہے حضرت عائشہ اسی طبقہ میں شامل ہیں
۲ جن کی روایات کی تعداد پانچ صد یا زیادہ ہے کوئی صحابیہ شامل نہیں۔
۳ جن کی روایات کی تعداد سو سے زیادہ پانچ سو سے کم ہے ان میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا شامل ہیں۔
۴ جن کی روایات کی تعداد چالیس تا سو ہے ان میں امہات المؤمنین حضرت ام حبیبہ میمونہ و صفیہ کے ساتھ بہت سی صحابیات شامل ہیں۔
۵ جن کی روایات کی تعداد چالیس یا اس سے بھی کم ہے اس طبقہ میں صحابیات کی بہت بڑی تعداد شامل ہے۔ جن میں سے فاطمہ بنت قیس ربیع بنت معوذ ام قیس وغیرہ ہیں[1]

اہل علم صحابیات کا حلقہ اثر

جو صحابیات مسند درس و تدریس سنبھالے ہوئے تھیں ان سے استفادہ کرنے والوں میں ہر شعبہ زندگی کے افراد شامل ہوتے تھے مثلاً حضرت عائشہ صدیقہ سے استفادہ کرنے والوں میں جہاں۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری حضرت عمرو بن عاص حضرت عبداللہ بن زبیر جیسے نامور حکمران اور سیاستدان شامل تھے وہاں حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت ابو ہریرہ جیسے عظیم حفاظ حدیث اور علقمہ اور سعید بن مسیب جیسے بے مثال فقیہ بھی شامل تھے[2]

خواتین دورِ رسالت کے بعد

صحابیات کا براہ راست معلم کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے حلقۂ تلمذ میں داخل ہونے کی بنا پر علم و فضل سے آراستہ ہونا چنداں تعجب خیز نہیں تھا۔
تعجب تو اس وقت ہوتا ہے جب قاری یہ دیکھتا ہے کہ مسلمانوں کے سیاسی حالات

---

[1] اسوۂ صحابیات، ص ۶۹ عبدالسلام ندوی۔ اعلام النساء: جلد ۳: ص ۱۰۶
[2] عورت اسلامی معاشرہ میں: ص ۱۳۷

کے اکثر دگرگوں ہوتے ہوئے اور خواتین کے لیے باقاعدہ درس گاہیں موجود نہ ہونے کے باوجود عورتوں کی بہت بڑی تعداد علم و ہنر کے مختلف میدانوں میں سرگرم عمل رہی ہے۔

یہ تعداد اگرچہ مردوں اور دور رسالت کی خواتین کے مقابلے میں کم رہی ہے مگر اس کی دو وجوہ تھیں:

۱۔ خواتین کو بعد کے ادوار میں دور رسالت جیسی تعلیمی سہولتیں حاصل نہ تھیں نہ انہیں پڑھانے کے لیے علماء کوئی وقت مختص کرتے تھے۔

۲۔ دوسری یہ کہ دور دراز کے علماء سے خواتین کے لیے استفادہ آسان نہ تھا دور رسالت کے بعد خواتین کے علمی اعتبار سے پس ماندہ نہ ہونے بلکہ بڑی تعداد میں زیور علم سے آراستہ ہونے کا ثبوت حسب ذیل حقائق سے ملتا ہے۔

۱۔ عمر رضا کحالہ نے پانچ حصوں پر مشتمل کتاب اعلام النساء تحریر کی ہے جس میں ہر طبقہ کی خواتین کا تذکرہ کیا اس کتاب کے صرف ایک حصہ یعنی جلد ثانی میں راقم کے شمار کے مطابق محدثات و راویات حدیث کی تعداد ۲۷۰ ہے انہیں صحابیات فقیہات ادیبات شاعرات حاکمات طبیبات وغیرہ شامل نہیں [۱]

۲۔ مشہور مورخ خطیب بغدادی نے اپنی شہرہ آفاق کتاب تاریخ بغداد میں صرف ایک شہر یعنی بغداد کی علم و فضل کے اعتبار سے یکتا تیس خواتین کا تذکرہ کیا ہے [۲]

۳۔ علی بن عساکر نے اپنے اساتذہ میں اسی سے زیادہ خواتین کا تذکرہ کیا ہے۔ جب کہ خطیب بغدادی کو بخاری شریف ایک خاتون کریمہ بنت احمد مروزی نے پڑھائی۔ علاوہ ازیں ابوحیان اپنے اساتذہ میں تین خواتین صفیہ بنت الملک الکامل۔ شامیہ بنت الحافظ۔ زینت بنت عبداللطیف بغدادی کا نام لیتا ہے [۳]

۴۔ ابوالفرج ابن جوزی اپنے اساتذہ حدیث کا تذکرہ کرتے ہوئے حسب ذیل تین

---

[۱] شمار از راقم الحروف: اعلام النساء: جلد ۲

[۲] تاریخ بغداد: جلد ۱۴: از ص ۴۳۰ تا ۴۴۴

[۳] نقوش رسول نمبر ۴: ص ۱۱۰

خواتین کا نام لیتا ہے۔

۱۔ فاطمہ بنت محمد بن حسین النزارتی۔

۲۔ فاطمہ بنت ابی حکیم عبداللہ بن ابراہیم الخبری۔

۳۔ شہدہ بنت محمد بن الفرج بن عمر الامیری [۱]

حیرت انگیز علم و فضل کی حامل بعض خواتین

خواتین کی علمی ترقی چونکہ صحابیات کے بعد بھی جاری رہی لہٰذا قدرتی طور پر مختلف علمی میدانوں میں علم و فضل والی خواتین وقتاً فوقتاً ظاہر ہوتی رہیں۔

چند ایک کا تذکرہ برائے ثبوت پیش ہے ورنہ احاطہ ممکن ہے نہ اس کی گنجائش ہے۔

عمرہ بنت عبدالرحمٰن یہ ایک تابعی خاتون تھیں جن کی پرورش حضرت عائشہؓ نے کی تھی ان کو بڑے بڑے علما نے عادل ضابط فقیہ اور حضرت عائشہ کے علم کی وارث قرار دیا ہے مگر اس سے ان کی علمیت کا صحیح اندازہ نہیں ہوتا۔

علم و فضل کے اعتبار سے ان کا پایہ کتنا بلند تھا اس کے لیے راس المحدثین اور سرخیل تابعین حضرت امام زہری کا یہ قول پڑھیے۔

قاسم بن محمد نے امام زہری سے کہا کہ کیا میں تمہیں علم سے بھرے ہوئے برتن کی نشاندہی نہ کروں آپ نے عرض کیا ضرور تو انہوں نے کہا کہ جاؤ عمرہ بنت عبدالرحمٰن کی مجلس کو نہ چھوڑو۔

امام زہری کا بیان ہے کہ میں حسب مشورہ عمرہ کی مجلس میں حاضر ہوا تو معلوم ہوا کہ وہ واقعتاً علم کا نہ ختم ہونے والا سمندر ہیں [۲]

یہی عمرہ بنت عبدالرحمٰن علم حدیث میں اتنا بلند پایہ رکھتی تھیں کہ نہ صرف امام زہری یحییٰ بن سعید اور ابوبکر بن حزم جیسے یگانۂ روزگار محدثین ان کی خدمت میں برائے استفادہ حاضر ہوتے تھے

---

[۱] شیخہ ابن الجوزی از ص ۲۰۵ تا ۲۰۹ ابوالفرج ابن الجوزی العلامہ

[۲] تذکرۃ الحفاظ: جلد ۱ عورت اسلامی معاشرہ میں

بلکہ حضرت عمر بن عبد العزیز نے ابن حزم کو حکم دیا کہ عمرہ بنت عبد الرحمٰن کی احادیث کو قلمبند کریں [۱]

حضرت سعد بن ابی وقاص کی صاحبزادی عائشہ بنت سعد اس پایہ کی عالمہ تھیں کہ امام الحرمین امام مالک ایوب سختیانی اور حکم بن عتیبہ جیسے فقہا و محدثین ان کے تلامذہ میں تھے [۲]

حضرت حسن کی پوتی نفیسہ کے علم و فضل کا یہ عالم تھا کہ امام شافعی فسطاط مصر میں (جب آپ کا اجتہاد کے اعتبار سے دور ثانی شروع تھا اور آپ شہرت کے آسمان پر آفتاب عالمتاب بن کر چمک رہے تھے) ان کی مجلس درس میں باقاعدگی کے ساتھ اپنے تلامذہ کے ساتھ حاضر ہوتے تھے اور استفادہ کیا کرتے تھے [۳]

شیخا شہدہ الملقب بفخر النساء کی قابلیت کا اندازہ یوں کیا جا سکتا ہے کہ یہ دمشق کی جامع مسجد میں ایک مجمع کے سامنے ادب خطابت او شاعری پر لیکچر دیا کرتی تھیں اور وقائع اسلام میں ممتاز علماء کے ساتھ اس خاتون نام بھی لیا جاتا ہے۔

ابوالخیر اقطع کی دادی عنیدہ کے حلقہ درس کی اس قدر شہرت تھی کہ بیک وقت پانچ سو طلبہ ان کے حلقہ درس میں شریک ہوتے اور استفادہ کرتے تھے [۴]

امام الحرمین امام مالک کی صاحبزادی کو حدیث میں اس قدر ملکہ حاصل تھا کہ طالب علم اگر موطا پڑھتے ہوئے کہیں غلطی کرتا تو وہ اندر سے دروازہ کھٹکھٹاتیں تو امام موصوف فوراً طالب علم سے کہتے۔

ارجع فالغلط معك۔

پھر پڑھو تم غلطی کر رہے ہو [۵]

اندازہ کیا جا سکتا ہے امام مالک کو اس خاتون کی صلاحیتوں پر کتنا اعتماد تھا کہ آپ بذات خود غلطی پر مطلع نہ ہونے کے باوجود اس خاتون کی نشاندھی پہ طالب علم کو غلطی کا مرتکب گردانتے

---

[۱] طبقات ابن سعد جلد ۸ ص ۳۸۷۔ عورت اسلامی معاشرہ میں ص ۱۴۰۔

[۲] تہذیب التہذیب جلد ۱۲ ص ۴۳۶۔ عورت اسلامی معاشرہ میں ص ۱۴۰۔

[۳] وفیات الاعیان جلد ۵ ص ۴۲۴، نقوش رسول نمبر جلد ۴ ص ۱۰۹۔

[۴] نقوش رسول نمبر جلد ۴ ص ۱۱۰۔

[۵] عورت اسلامی معاشرہ میں ص ۱۴۰۔ اعلام النساء جلد ۵ ص ۱۴۰۔

اور دھرانے کا حکم دیتے۔ ہجیمہ بنت حیی الاوصابیہ ایک تابعیہ عالمہ تھیں یہ علم فقہ و حدیث میں ید طولی رکھتی تھیں اور ام الدرداء الصغری کے نام سے معروف تھیں فقہ میں ان کی مہارت کا یہ عالم تھا کہ یہ مختلف مسائل میں ایک مستقل نقطہ نظر رکھتی تھیں مثلاً یہ کہ تشہد میں عورت کو بھی تورک کا حکم ہے۔ دیگر ان کا نظریہ اس سے مختلف ہے۔ ان کے متعلق تذکرہ نگاروں نے لکھا ہے۔

قال مکحول کانت ام الدرداء فقیہۃ وکانت تجلس فی صلاتہا جلسۃ الرجل[1]

حدیث میں مہارت کا یہ عالم تھا کہ وہ محدثین جن کو روایت حدیث میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت حاصل ہے مثلاً سالم بن ابی الجعد۔ شہر بن حوشب ابو حازم۔ مکحول شامی۔ رجاء بن حیوہ۔ میمون بن مہران جبیر بن نفیر یہ سب ان کے تلامذہ میں شامل ہیں۔[2]

برصغیر ایک خاتون کا ممنون احسان ہے

کریمہ بنت احمد مروزیہ جن کا تذکرہ گذشتہ سطور میں خطیب بغدادی کی استاد کی حیثیت سے آیا ہے اس خاتون کا یہی کمال نہیں کہ وہ خطیب جیسے باکمال کی استاد تھیں بلکہ ان کا امت مسلمہ علی الخصوص برصغیر پاک و ہند کے مسلمانوں پر ایک بڑا احسان بھی ہے جو اپنی مثال آپ ہے۔

اس کی تفصیل کچھ یوں ہے کہ امام بخاری سے بخاری شریف کے مختلف نسخے روایت کئے گئے ہیں جو حسب ذیل ہیں:۔

نسخہ فربری۔ نسخہ کشمیہنی۔ نسخہ حموی۔ نسخہ مستملی۔ نسخہ مروزی۔ نسخہ ابن حجر۔ نسخہ ابوالوقت۔ نسخہ ابن عساکر۔ نسخہ نسفی۔ نسخہ صغانی۔ نسخہ ابی سکن۔ نسخہ ابو احمد جرجانی۔ نسخہ ابن شبویہ۔ نسخہ کریمہ بنت احمد بن محمد بن حاتم المروزی۔[3]

---

[1] اعلام النساء جز ۵ ص ۲۰۵۔

[2] ایضاً۔

[3] مقدمہ بخاری ص ۶۔

ان نسخوں میں سے جہاں مردوں کے نسخوں کو مختلف علاقوں میں قبولیت عام حاصل ہوئی وہاں کریمہ بنت احمد کے روایت کردہ نسخہ کو برصغیر میں اللہ کی طرف سے درجہ قبولیت عطا کیا گیا چنانچہ مولانا ابو الحسن علی ندوی رقم طراز ہیں:

میں ایک مثال دیتا ہوں شاید بہت سے لوگوں کے لیے انکشاف ہو یعنی خواتین کی علمی کوششوں علمی جد و جہد ذوق و شوق او شغف کی کامیابی کی روشن مثال ہے جس سے آدمی پر ایک تحیر قائم ہو جاتا ہے۔

آپ سے پوچھوں قرآن مجید کے بعد اسلام کے پورے کتب خانے اور پورے علمی ذخیرے میں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ میں اس امت کو عطا ہوا جس کی بنیاد علم بالقلم کی وحی سے پڑی اس قلم کی حرکت سے جو دنیا میں بڑا کتب خانہ تیار ہوا اس میں کتاب اللہ کے بعد کس کا درجہ ہے تو صحیح جواب ہوگا کہ صحیح بخاری کا درجہ ہے اور آپ کو معلوم ہے کہ صحیح بخاری ہمارے ہندوستان میں ہر مدرسہ کے لیے معیار فضیلت ہے اس کو علماء نے اصح الکتب بعد کتاب اللہ کہا ہے اللہ کی کتاب کے بعد صحیح ترین کتاب بخاری ہے اور حضرت شاہ ولی اللہ بخاری اور مسلم کے بارہ میں حجۃ اللہ البالغۃ میں فرماتے ہیں۔

کل من یہون امرھما، فھو مبتدع متبع غیر سبیل المومنین[1]

آج ہمارے مدارس میں (مراد مدارس برصغیر ہیں) جو بخاری شریف پڑھائی جاتی ہے اور پڑھائی جائے گی آپ کے علم میں ہے کہ وہ بخاری شریف کس کی روایت ہے کہ کریمہ (مراد کریمہ بنت احمد نامی خاتون ہے) کی روایت ہے (ذرا آگے چل کر فرماتے ہیں

ایسی مثال کوئی امت پیش کر سکتی ہے اللہ تبارک وتعالیٰ نے جیسے امام بخاری کے تلامذہ کی کوششوں کو بار آور کیا اور آج دنیا میں ان کا نام باقی ہے

---

[1] حجۃ اللہ البالغۃ جزا ص ۱۳۴ از شاہ ولی اللہ الامام۔

ویسے ہی ان تلمیذہ کی کوششوں کو کچھ زیادہ ہی بارآور کیا اور یہ چیز ہمارے اسلامی معاشرے میں آخر تک باقی ہے[1]

ذرا چشم تصور وا کیجئے اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی۔ شاہ ولی اللہ۔ مجدد الف ثانی مولانا فضل حق خیر آبادی۔ مولانا احمد رضا خان بریلوی۔ پیر مہر علی شاہ گولڑوی مولانا انور شاہ کشمیری جیسے ہزاروں لاکھوں عظیم علماء کو اس بے مثال خاتون کی بارگاہ میں حمیدہ سر ایستادہ دیکھئے اور پھر مسلم خواتین کی علمی خدمات کا اندازہ کیجئے۔

آٹھویں صدی ہجری کی ایک مصری خاتون عائشہ بنت علی بن محمد بن علی بن عبداللہ بن ابی الفتح ہوئی ہیں جو بے مثال محدثہ حافظ تھیں جن کے پاس بڑے بڑے علماء برائے استفادہ آیا کرتے تھے۔ اور کمال کی حافظہ اور ذہانت کی مالک تھیں حافظہ کی کیفیت عمر رضا کحالہ نے یوں بیان کی ہے۔

وکانت مستحضرة للسيرة النبوية تكاد تذكر الغزوة بتمامها

وكانت حافظة لكثير من الاشعار سيما ديوان البهاء زهير و

كانت سريعة الحفظ فكانت تحفظ من قرأتها للقصيدة اوغيرها من مرة واحدة

فقد قال البقاعي كتبت الكتابة الحسنة وكانت من الذكاء على جانب كبير تطالع

كتب الفقه فتفهم وتحفظ شعراً كثيراً مرت على ديوان البهاء زهير

ومصارع العشاق و سيرة النبوية لابن فرات و سلوان المطاع

لابن ظفر[2]

خواتین اسلام کا پسندیدہ موضوع اگرچہ فقہ حدیث تفسیر وغیرہ علوم میں مہارت حاصل کرنا تھا مگر بعض خواتین ایسی بھی تھیں جنہوں نے دیگر شعبوں کو بھی جولانی طبع کے لیے منتخب کیا مثلاً شاعری کی تو صاحب دیوان ہوئیں موسیقی میں بے نظیر بن گئیں۔ طب میں نیرت کے لیے مقام حیرت بن گئیں چونکہ ان تمام میں زیادہ مثالیں دینا مقصد نہیں لہٰذا شاعری طب اور فقہ میں ایک ایک

---

[1] خواتین اور خدمت دین ص ۴۰، ۴۱، ۴۲ ابوالحسن علی ندوی مولانا۔

[2] اعلام النساء: جزو ۳ ص ۱۸۱، ۱۸۲۔

خاتون کا کمال بیان کر کے اس موضوع کو ختم کیا جاتا ہے۔

ام علی تقیہ بنت ابی الفرج نحوی ۵۷۹ھ نہایت قابل خاتون تھیں ایک مرتبہ انہوں نے صلاح الدین کے بھتیجے تقی الدین عمر کی مدح میں ایک قصیدہ لکھا جو ساقی نامہ کی طرز پر لکھا گیا تھا اس میں شاعرہ نے نہایت خوبی سے ایک محفل شرنوشی کا بے کم وکاست نقشہ کھینچا ساغر و مینا اور دیگر کوائف اس طرح بیان کئے گئے تھے کہ جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ شاعر ایک عادی مےخوار ہے قصیدہ پڑھ کر تقی الدین نے علی الاعلان کہا کہ شاعر کو ضرور محفل مےنوشی کا ذاتی تجربہ ہے اس خاتون نے ایک رزمیہ قصیدہ لکھ ڈالا جس میں اس نے جنگ کی کل جزئیات نہایت تفصیل سے بیان کی تھیں اور میدان جنگ اور جنگجو بہادروں کا نقشہ کھینچا تھا جب اس نے یہ رزمیہ نظم تقی الدین کو بھیجی تو ایک خط میں لکھا مجھے جتنا تجربہ بزم کا ہے اتنا ہی رزم کا ہے اس نظم کو پڑھ کر تقی الدین نے اس کے اعلیٰ تخیل کا لوہا مان لیا اور اس کی بے حد تعریف کی۔[1]

نویں صدی ہجری کی ایک خاتون فاطمہ بنت احمد بن یحییٰ تھیں جو نہ صرف علم و فضل میں درجہ کمال کو پہنچی ہوئی تھیں بلکہ وہ استنباط احکام کی صلاحیت سے بھی بہرہ ور تھیں اور اپنے والد کے ساتھ بہت سے مسائل پر بحث کیا کرتی تھیں ان کے والد نے ان کی صلاحیت کا یوں اعتراف کیا۔

ان فاطمة ترجع الی نفسها فی استنباط الاحکام[2]

بات یہیں ختم نہیں ہوتی بلکہ ان کے شوہر امام مطہر نامی ایک بڑے عالم تھے جو لوگوں کو پڑھایا کرتے تھے جب کبھی ان کو کسی کتاب میں سے کوئی مقام لاینحل نظر آتا تو فوراً گھر آتے اور بیوی سے اس کے متعلق پوچھتے تو وہ فوراً اس مقام کو حل کر دیتیں یہ باہر آ کر اس کی پھر تقریر کرتے

---

[1] نقوش رسول نمبر جلد ۴ ص ۱۱۱۔

[2] اعلام النساء جزو ۴ ص ۳۲۔

جس پر طلباء اعلانیہ کہتے۔ ؎

لیس ھذا منك بل من وراء الحجاب۔

ذرا غور کیجئے کہ ان خواتین کا پایہ علم و فضل کیا ہوگا جو گھروں میں رہ کر ہر قسم کے علماء سے مستفیض ہونے والے علماء کی مشکل کتب میں رہنمائی کرتی ہوں گی۔ اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ مسلم خاتون اسلامی عہد میں علمی اعتبار سے کس اوج کمال پر تھی۔

ایک اور حیرت انگیز خاتون کا تذکرہ سنیئے جو علم طب کی ماہر تھی اور اس کی اس علم میں بے مثال دسترس کا اندازہ لگائیے۔

علامہ ابو الفرج ابن جوزی رقم طراز ہیں:

صلت بن محمد حجدری کہتے ہیں کہ مجھ سے بشر بن مفضل نے بیان کیا کہ ہمارا حاجیوں کا قافلۂ سفر میں تھا تو ہمارا گذر عرب کے پانیوں میں سے ایک پانی پر ہوا ہم سے بیان کیا گیا کہ یہاں بہت خوبصورت تین بہنیں ہیں اور کہا گیا کہ وہ طب کرتی ہیں اور علاج کی ماہر ہیں ہم نے چاہا کہ ان کو دیکھیں تو ہم نے اپنے ایک ساتھی کی پنڈلی کو لکڑی اٹھا کر اس سے چھیل لیا یہاں تک کہ اس میں خون چھلکنے لگا پھر ہم نے اس کو اپنے ہاتھوں پر اٹھایا اور لوگوں سے کہا کہ اس کو سانپ نے کاٹا ہے کوئی جھاڑنے والا ہے تو ان میں سے چھوٹی بہن نکل کر آئی ایسی خوبصورت تھی کہ معلوم ہوتا تھا سورج نکل آیا وہ آکر اس کے سامنے کھڑی ہوگئی اور کہنے لگی کہ اسے سانپ نے نہیں کاٹا ہم نے کہا کیسے تو اس نے کہا کہ اس کا جسم ایسی لکڑی سے چھیل گیا ہے جس پر نر سانپ نے پیشاب کیا تھا اس کی دلیل یہ ہے جب اس کے بدن کو دھوپ لگے گی تو یہ مر جائے گا اور واقعی جب سورج طلوع

؎ اعلام النساء، جز ص ۴، ص ۳۲۔

ہوا تو وہ شخص مرگیا اور ہم متحیر رہ گئے [1]

دنیا کی کوئی قوم سوائے مسلمانوں کے اس دور میں ایسی کوئی مثال پیش نہیں کر سکتی یہ شرف صرف اسلام کو حاصل ہے کہ اس نے خواتین کو فرش سے اوج کمال تک پہنچا دیا تھا مسلمانوں کے ازمنہ وسطیٰ میں ایسے محیر العقول واقعات پڑھ کر بے اختیار یہ فقرہ قلم سے ٹپک پڑتا ہے۔

اولئك آبائي فجئني بمثلهم۔

ام المومنین حضرت ام سلمہ حالات و علمی خدمات

حضرت ام سلمہ قبیلہ قریش کی شاخ بنو مخزوم سے تھیں اصل نام ہند تھا ان کے والد کا نام ابو امیہ تھا جو عرب کے بہت بڑے سردار اور نہایت مخیر شخص تھے جس قافلہ تجارت میں ہوتے اس کے تمام اخراجات خود برداشت کرتے جس کی بنا پر زاد الراکب کے نام سے مشہور تھے۔

حضرت ام سلمہ کا پہلا نکاح عبداللہ بن عبدالاسد امدی سے ہوا جو رشتے میں حضرت ام سلمہ کے چچا زاد تھے اور حضور علیہ السلام کے رضاعی بھائی بھی جنہوں نے اسلام میں ابو سلمہ کے نام سے شہرت حاصل کی اور مشہور ترین صحابہ میں شامل ہیں۔

ظہور اسلام کے بعد حضرت ابو سلمہ ایمان لائے تو ام سلمہ کو بھی اللہ تعالیٰ نے توفیق ایمان دی اور یوں یہ دونوں دولت ایمان سے مشرف ہوئے۔

یہ جوڑا ان مسلمانوں میں شامل تھا جنہوں ہجرت حبشہ کی۔ کچھ عرصہ بعد واپس مکہ چلے آئے جب یہاں سے مدینہ ہجرت کرنی چاہی تو حضرت ام سلمہ کے قبیلہ نے مزاحمت کی کہ ہم اپنی لڑکی کو مدینہ نہیں جانے دیں گے جس کی بنا پر بنو عبدالاسد ام سلمہ سے سلمہ کو چھین کر لے گئے کہ اگر تم اپنی لڑکی کو ابو سلمہ کے ساتھ نہیں جانے دیتے تو ہم بھی اپنے بچے کو تمہاری لڑکی کے ساتھ نہیں رہنے دیں گے۔ حضرت ام سلمہ کے بیان کے مطابق ایک سال کی مسلسل آہ و زاری کے بعد میرے قبیلہ والوں نے مجھے ابو سلمہ کے پاس مدینہ جانے کی اجازت دی اور بنو عبدالاسد نے بھی بچہ واپس کر دیا یوں یہ تنہا ہی مکہ سے مدینہ روانہ ہوئیں [2]

---

[1] کتاب الاذکیاء ص ۶۴ ابو الفرج ابن جوزی

[2] زرقانی جلد ۳ ص ۲۳۸، ۲۳۹، اسوہ صحابیات و سیر صحابیات ص ۴۲، خواتین اسلام ص ۷۶۔

مقام تنعیم پر حضرت ام سلمہ کو عثمان بن ابی طلحہ کلید بردار کعبہ مل گئے جنہوں نے آپ کے تنہا سفر پر حیرت کا اظہار کیا کہ شرفاء کی عورتیں اس طرح سفر نہیں کیا کرتی تھیں۔

جب آپ نے سارا ماجرا بیان کیا تو یہ ساتھ ہولیے اور کمال شرافت کا ثبوت دیتے ہوئے مسجد قبا تک پہنچایا ان کی اس شرافت سے حضرت ام سلمہ اتنی متاثر ہوئیں کہ ساری زندگی ان کی تعریف کیا کرتی تھیں [1]

مدینہ کے قریب عثمان انہیں تنہا چھوڑ کر واپس چلے گئے جب آپ مدینہ میں داخل ہوئیں تو لوگوں نے آپ سے نام و نسب پوچھا جب آپ نے بتایا کہ میں ابوامیہ کی لڑکی ہوں تو لوگوں کو ان کے تنہا سفر اور ابوامیہ کی عظمت کے پیش نظر اس بات کا یقین نہ آیا تا آنکہ فتح مکہ کے دن جب آپ کے گھر والے آپ کے رقعہ پر ملنے آئے تو لوگوں کو اس بات کا یقین آیا [2]

حضرت ام سلمہ پہلی خاتون ہیں جو مدینہ میں ہجرت کر کے داخل ہوئیں [3] حضرت ام سلمہ کی ابو سلمہ سے چار اولادیں ہوئیں۔ سلمہ۔ زینبؓ۔ درہؓ۔ عمرؓ۔ ان میں سے درہ وہ خاتون ہیں جن کے متعلق ایک مرتبہ یہ افواہ اڑ گئی کہ حضور ان سے نکاح کرنا چاہتے ہیں جس کی حضور علیہ السلام کو باقاعدہ تردید کرنا پڑی۔

جنگ احد میں ابو سلمہ کو شدید زخم آئے جن کی بنا پر کچھ عرصہ بعد ان کی وفات ہوگئی حضرت ام سلمہ کو شدید صدمہ ہوا حضور تشریف لائے رو رہی تھیں آپ نے تسلی دی اور فرمایا یہ کہو یا اللہ ان سے بہتر شوہر عطا فرما۔

حضرت ابو سلمہ کے جنازہ پر آپ نے نو تکبیریں پڑھیں استفسار پر فرمایا کہ یہ ہزار تکبیر کے مستحق تھے [4]

ام سلمہ کی خاوند سے محبت حضرتؓ ام سلمہ کو ابو سلمہ سے بہت محبت تھی جس کا

---

[1] زرقانی جلد ۳ ص ۲۳۹، اسوہ صحابیات و سیر صحابیات جلد ۲ ۴۲، خواتین اسلام ص ۷۶۔

[2] اسوہ صحابیات و سیر صحابیات ص ۴۳ خواتین اسلام ص ۷۷۔

[3] اعلام النساء جزو ۵ ص ۲۲۲ زرقانی ص ۲۴۰۔

[4] ایضاً

اندازہ اس بات سے ہو سکتا ہے کہ ایک مرتبہ ابو سلمہ سے یہ عہد کرنے کی کوشش کی تھی کہ اگر ہم میں سے کوئی مر جائے تو دوسرا شادی نہیں کرے گا لیکن ابو سلمہ نہ مانے[1]

جب ابو سلمہ فوت ہو گئے تو حضور علیہ السلام نے انہیں ارشاد فرمایا کہ تم یہ دعا پڑھا کرو۔

اللّٰھم اجرنی فی مصیبتی واخلفنی خیراً منھا۔

اے اللہ میری مصیبت کا مجھے اجر عطا فرما اور اس سے بہتر صورت حال لا۔ تو حضرت ام سلمہ کا بیان ہے کہ جب میں یہ دعا پڑھتی تو میری کیفیت یہ ہوتی

فلما اردت ان اقول اللّٰھم اخلفنی خیراً منہ فقلت فی نفسی اعاض خیراً من ابی سلمہ ثم قلتھا فعافنی اللہ محمدا صلی اللہ علیہ وسلم۔[2]

جب کہ زرقانی کے الفاظ یہ ہیں۔

قلت ای المسلمین خیراً من ابی سلمہ ثم انی قلتھا فاخلف اللہ لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم[3]

نکاح ثانی :۔ حضرت ابو سلمہ کی وفات کے وقت حضرت ام سلمہ حاملہ تھیں بعد وضع حمل کے سیدنا صدیق اکبر اور فاروق اعظم نے پیغام نکاح دیا مگر آپ نے قبول نہیں کیا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیغام دیا تو آپ نے فرمایا کہ مرحباً رسول اللہ لیکن آپ نے تین عذر رکھے۔ یہ کہ میں بہت غیرت مند ہوں۔ میرے بچے ہیں یہ کہ میرے عزیز و اقارب میں سے کوئی میرا نکاح کرنے والا نہیں حضور نے تینوں کا حل تجویز فرمایا اور یوں ۴ ہجری کو شوال کے مہینہ میں حضور سے نکاح ہوا[4]

---

[1] اعلام النساء جزو ۵ ص ۲۲۲۔

[2] ابن ماجہ بحوالہ زرقانی جلد ۳ ص ۲۴۱۔

[3] زرقانی جلد ۳ ص ۲۴۰۔ اسوہ صحابیات ص ۴۳ سیر صحابیات ص ۴۳ خواتین اسلام ص ۸۰۔

[4] اعلام النساء جزو ۵ ص ۲۲۲ زرقانی جلد ۳ ص ۲۴۰۔

صائب الرائے آپ بہت صائب الرائے تھیں جس کا اندازہ آپ کے اس بےنظیر مشورہ سے ہوتا ہے۔ جو آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ نے صلح حدیبیہ کے دن دیا۔

جب لوگ آپ کے بار بار کہنے کے باوجود معاہدے کی شرائط کے سلسلہ میں شدید صدمہ محسوس کرتے ہوئے قربانی کے لیے نہ اٹھے تو آپ حضرت ام سلمہ کے پاس آئے اور باسیر کی صورت حال بتائی حضرت ام سلمہ نے کہا:

یا نبی اللہ اتحب ذالک اخرج ثم لا تکلم احداً منہم حتی تنحر بدنک وتدعو حالقک فیحلقک فخرج فلم یکلم احداً منہم حتی فعل ذالک نحر بدنہ ودعا حالقہ فحلقہ فلما راؤا ذالک قاموا فنحروا وجعل بعضہم یحلق بعضاً۔ [1]

حضرت ام سلمہ کا مشورہ اس قدر صحیح تھا کہ امام الحرمین یہ کہنے پر مجبور ہوئے۔

لا نعلم امراۃ اشارت برای فاصابت الا ام سلمہ۔ [2]

وفات حضرت ام سلمہ کے سن وفات میں اختلاف ہے بعض انٹھاون بعض ساٹھ لیکن اکسٹھ ہجری کی طرف زیادہ رجحان ہے۔

حضرت امّ سلمہ کا علمی پایہ و خدمات حضرت ام سلمہ کا علمی پایہ ازواج مطہرات میں حضرت عائشہ کے بعد سب سے بلند اور دیگر صحابیات میں تو سب سے زیادہ تھا۔

---

[1] بخاری مطبوعہ مصر جلد ۳ ص ۲۵۷ باب الشروط فی الجہاد والمصالحہ مع اہل الحرب وکتابت الشروط۔

[2] زرقانی جلد ۳ ص ۲۳۸۔

طبقات ابن سعد میں محمود بن لبید کے قول سے اندازہ ہوتا ہے کہ حضرت ام سلمہ بھی حضرت عائشہ کی طرح حصول علم میں بہت کوشاں رہا کرتی تھیں محمود کا کہنا ہے۔

کان ازواج النبی یحفظن کثیراً من حدیث النبی (صلی اللہ علیہ وسلم) ولا مثلا لعائشۃ وام سلمہ [1]

اس کوشش کا نتیجہ تھا کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا رواۃ حدیث کے تیسرے طبقہ میں ہیں جو حضرت عائشہ کے بعد کسی بھی صحابیہ کا سب سے بلند طبقہ ہے اور فقہی اعتبار سے صاحب فتوئی صحابہ کے طبقہ ثانیہ میں شامل ہیں۔

مرویات کی تعداد: آپ سے کل احادیث جو روایت کی گئیں ان کی تعداد "۳۸۷" ہے ان میں سے (۲۹) احادیث بخاری و مسلم میں ہیں اور متفق علیہ احادیث کی تعداد "۱۳" ہے تین احادیث میں بخاری منفرد ہیں جب کہ "۱۳" احادیث میں مسلم کو انفراد حاصل ہے [2]

فقہ میں مہارت جیسا کہ قبل ازیں مذکور ہوا کہ یہ فقہاء صحابہ کے طبقہ ثانیہ میں شامل ہیں اور ان کے فتووں سے ایک رسالہ مرتب کیا جا سکتا ہے۔

آپ کے فتووں کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ وہ عموماً متفق علیہ ہیں [3]

جو آپ کی نکتہ سنجی اور دقیقہ رسی پر دال ہیں۔

حضرت عبداللہ بن زبیر عصر کے بعد دو نفل پڑھا کرتے تھے مروان نے وجہ پوچھی تو آپ نے فرمایا کہ حضرت عائشہ نے مجھے بتایا ہے کہ حضور بھی پڑھا کرتے تھے حضرت عائشہ سے دریافت کیا گیا تو آپ نے حضرت ام سلمہ کا حوالہ دیا جب حضرت ام سلمہ سے دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ:

---

[1] طبقات ابن سعد جلد ۲ ص ۳۷۵۔

[2] اعلام النساء: جزو ۵ ص ۲۲۶، سیر صحابیات ص ۵۲ و اسوہ صحابیات ص ۵۶۔

[3] سیر صحابیات ص ۵۶ و اسوہ صحابیات ص ۵۲۔

يغفر الله لعائشه لقد وضعت امری علی غیر موضع اولم اخبرها ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قد نهی عن ذالک۔ ؎۱

علم اسرار دین: حضرت عائشہ کی طرح حضرت ام سلمہ کو بھی اسرار دین میں ملکہ حاصل تھا جس میں حضرت حذیفہ بن یمان کو خصوصیت حاصل تھی۔

ایک مرتبہ آپ سے حضرت عبد الرحمٰن بن عوف ملنے آئے تو آپ نے فرمایا:

حضور علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ میرے بعض صحابی ایسے ہیں کہ انتقال کے بعد میں نہ انہیں دیکھوں گا نہ وہ مجھے دیکھ سکیں گے حضرت عبد الرحمٰن گھبرا کر حضرت عمر کے پاس گئے تو حضرت عمر بھاگے بھاگے آئے اور پوچھا کہ سچ بتانا کہ میں بھی ان میں سے ہوں تو آپ نے فرمایا کہ نہیں لیکن تمہارے علاوہ میں کسی کو مستثنیٰ نہ کروں گی ؎۲

تلامذہ ام سلمہ: حضرت ام سلمہ سے اخذ علم کرنے والوں کی تعداد نجانے کتنی ہوگی صرف وہ لوگ جو حدیث میں آپ سے استفادہ کرتے تھے اور ان کے نام کتب میں مذکور ہیں ان کی تعداد عمر رضا کحالہ کے مطابق "۲۴" ہے جب کہ الاصابہ میں "۱۵" افراد کے نام درج ہیں جن میں جہاں صحابہ کرام میں حضرت عبد اللہ بن عباس۔ حضرت عائشہ صدیقہ حضرت ابوسعید بن مسیب ہیں وہاں جلیل القدر تابعین میں حضرت سعید بن مسیب جیسے فقیہ اور عروہ بن زبیر جیسے صاحب علم نافع۔ یحییٰ

؎۱ اسوہ صحابیات ص ۵۶ سیر صحابیات ص ۵۳ خواتین اسلام ص ۸۳۔

؎۲ القرہ صحابیات ص ۵۸، سیر صحابیات ص ۵۴۔

بن   ۔کریب۔ قبیصہ بن ذویب جیسے عظیم ترین محدث شامل ہیں [۱۵]

اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ امت مسلمہ کی بعد کی علمی ترقی جو ان حضرات تابعین کی وجہ سے ہوئی اس میں اس عظیم خاتون کا کتنا حصہ ہے۔

پھر یہ کہ آپ کے تلامذہ کی فہرست گنوانے کے بعد تمام تذکرہ نگار یہ کہتے ہیں کہ آپ کے تلامذہ کی تعداد صرف یہی نہیں ہے [۱۶]

ایک خاص خدمت۔ ایک عالم ربانی کے فرائض میں جہاں بذریعہ علم لوگوں کی تربیت کرنا ہے وہاں اپنے علم کی روشنی میں حکمران کو ان کی کوتاہیوں پر ٹوکنا بھی ہے۔

حضرت ام سلمہ نے یہ فریضہ بخوبی ادا کیا چنانچہ آپ کی زندگی میں حکمرانوں نے نماز کے مستحب اوقات میں تغیر و تبدل کیا تو آپ نے انہیں متنبہ کرتے ہوئے فرمایا:

رسول اللہ ظہر جلدی پڑھا کرتے تھے اور تم عصر جلدی پڑھتے ہو [۱۷]

جب حضرت امیر معاویہ کے دور میں حضرت علی پر سب و شتم بر سر منبر ہونے لگا تو آپ نے امیر معاویہ کو خط لکھا۔

انکم تلعنون الله ورسوله على منابركم
وذالك انكم تلعنون على بن ابى طالب
ومن احبه وانا اشهد ان الله احبه و
رسوله۔ [۱۸]

---

[۱۵] اعلام النساء ص ۲۲ جزو ۶، الاصابہ جزو ۴ ص ۴۲۲، الاصابہ ص ۴۲۲ جزو ۴۔

[۱۶] اعلام النساء جزو ۴ ص ۲۲۷۔

[۱۷] اسوہ صحابیات ص ۵۷، سیر صحابیات ص ۵۳، خواتین اسلام ص ۸۳۔

[۱۸] اعلام النساء جزو ۴ ص ۲۲۶۔

ترجمہ۔ تم اللہ اور رسول کو برسرِ منبر برا بھلا کہتے ہو وہ یوں کہ تم علی بن ابو طالب کو نشانہ لعنت و ملامت ٹھہراتے ہو اور ہر اس شخص کو جو ان سے پیار کرتا ہے میں ذاتی طور پر اس بات کی گواہ ہوں کہ خدا اور اس کا رسول علی سے محبت کرتے تھے۔

سیدۃ نساء العالمین فاطمۃ الزہراء

آپ آقائے دو عالمؐ کی سب سے چھوٹی بیٹی تھیں اور اپنی خوبیوں کی بنا پر سب سے زیادہ عزیز تھیں۔ آقائے دو عالمؐ کا ارشاد ہے:

فاطمۃ بضعۃ منی یوذینی ما اذاھا و یریبنی ما رابھا[1]

آپ کا نکاح حضرت علی کے ساتھ ہجرت والے سال ہی رجب کے مہینہ میں ہوا البتہ رخصتی غزوہ بدر کے بعد ہوئی اور یہ رخصتی حضرت عائشہ کی رخصتی کے چار ماہ بعد ہوئی نکاح کے وقت حضرت فاطمہ کی عمر پندرہ سال ساڑھے پانچ ماہ اور حضرت علی کی اکیس سال پانچ ماہ تھی[2]

آقائے دو عالمؐ کی نسل صرف حضرت فاطمہ سے جاری ہے باقی آپ کی کسی اولاد سے کوئی نسل جاری نہ ہوئی حضرات حسنین کریمین آپ کی ہی اولاد ہیں[3]

حضرت فاطمہ حضور علیہ السلام کے صرف چھ ماہ بعد زندہ رہیں اور انتیس برس کی عمر میں وفات پائی حضرت عقیل کے گھر میں دفن ہوئیں اور آپ کو رات کو دفن کیا گیا[4]

آپ شکل و صورت گفتگو پر اعتبار سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہ تھیں۔ حضرت عائشہ کا کہنا ہے:

ما رایت احداً کان اشبہ کلاماً و حدیثاً برسول اللہ من

---

[1] الاصابہ جلد ۴ ص ۳۸۷، اعلام النساء جز ۴ ص ۱۱۲۔

[2] اعلام النساء جز دوم۔ ص ۱۰۹۔

[3] اعلام النساء جلد ۴ ص ۱۳۱۔

[4] اعلام النساء جز ۴ ص ۱۲۷ الاصابہ جلد ۴ ص ۳۷۷، ۳۷۸

فاطمہ ؎

آپ کے فضل وکمال کے لیے کچھ اور کہنے کی ضرورت نہیں حضرت عائشہ کا یہ قول کافی ہے۔

ما رایت قط احداً افضل من فاطمۃ غیر ابیہا ؎۲

باقی آپ کے حالات وواقعات سے کتب معمور ہیں جن کا لکھنا مقصود نہیں۔

علمی پایہ وخدمات

حضرت فاطمہ کو چونکہ طویل زندگی نہیں ملی اور آپ حضور کے بعد صرف چھ ماہ زندہ رہیں اگر آپ کو کچھ عرصہ مزید زندگی مل جاتی تو یقیناً آپ سے بھی ویسے ہی بلکہ اس سے بڑھ کر علم وعرفان کے دریا پھوٹتے جیسے کہ آپ کے شوہر نامدار جناب حیدر کرار سے ظاہر ہوئے کیونکہ آپ آقائے دوعالم کی رازدار خاص تھیں جیسا کہ وصال سے پہلے آپ کی سرگوشی سے پتہ چلتا ہے۔

جو چھ ماہ آپ نے اپنے والد بزرگوار کے بعد گذارے یہ مسلسل بیماری اور حزن وملال میں گذارے جس پر آپ کے حزن وملال سے مملو اشعار دال ہیں مثلاً۔

ماذا علی من شم تربۃ احمد　　الا یشم مدی الزمان غوالیا

صبت علی مصائب لو انہا　　صبت علی الایام صرن لیالیا

ایسے میں آپ کا علمی مجالس منعقد کرنا بعید از قیاس ہے تاہم اس عرصہ کا آپ سے کچھ علمی

؎ اعلام النساء ص ۲۶، جلد ۴ صحابیات ص ۱۱۵ نیاز فتح پوری۔

؎۲ ایضاً

سرمایہ یادگار بھی ہے اور وہ آپ کی روایت کردہ احادیث ہیں اور آپ کے متعلق روایات کردہ تفقہ پر دال واقعات ہیں۔

روایت کردہ احادیث: آپ نے آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے اٹھارہ احادیث روایت کی ہیں جن کو روایت کرنے والوں میں تمام صحابہ ہیں اور وہ بھی جلیل القدر صحابہ ہیں۔

روایت کردہ احادیث حضرت علی سفر سے واپس آئے تو آپ نے قربانی کا گوشت پیش کیا آپ کو تامل ہوا شاید اس وقت تک اس کا صریح حکم معلوم نہ تھا تو آپ نے فوراً کہا کہ کوئی حرج نہیں حضور علیہ السلام اجازت دے چکے ہیں۔

۲۔ حضور علیہ السلام نے آپ کے گھر گوشت تناول فرمایا اور نماز کے لیے بنا وضو کئے بغیر اٹھ کھڑے ہوئے تو آپ نے دامن پکڑ لیا کہ وضو فرما لیجئے کہ آپ نے ایک مرتبہ فرمایا تھا کہ آگ کی پختہ اشیا کھانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے تو آپ نے فرمایا کوئی حرج نہیں کہ تمام ایسے کھانے آگ پر ہی پکتے ہیں یعنی حکم تبدیل ہو چکا ہے [1]۔

راویان احادیث: آپ سے احادیث روایت کرنے والے صحابہ حسب ذیل ہیں۔

حضرات حسنین، حضرت عائشہ، حضرت ام کلثوم۔ سلمیٰ ام رافع، انس بن مالک۔ ام سلمہ۔ [2]

آپ کی احادیث میں سے ایک حدیث بخاری و مسلم نے روایت کی ہے اور اس کے علاوہ ابو داؤد و ترمذی نے بھی اور ابن ماجہ نے بھی آپ کی روایت کردہ احادیث کو نقل کیا ہے۔

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را ؎

---

[1] سیر صحابیات ص ۱۱۳۔

[2] اعلام النساء جلد ۲ ص ۱۲۸۔

اسماء بنت ابی بکر

آپ حضرت ابوبکر کی صاحبزادی ہیں والدہ کا نام قتیلہ بنت عبدالعزیٰ تھا یہ سترہ آدمیوں کے بعد مسلمانوں ہوگئی تھیں ان کا لقب ذات النطاقین تھا کیونکہ آپ نے اپنے کمربند کو دو حصول میں تقسیم کر کے ایک حصہ کے ساتھ حضور کا زادراہ باندھا اور دوسرے حصہ کو کمر میں باندھا۔[1]

آپ کی شادی حضرت زبیر سے ہوئی اور جب آپ نے ہجرت کی تو اس وقت آپ حمل سے تھیں اور قبا میں پہنچ کر آپ نے حضرت عبداللہ بن زبیر کو جنم دیا اور پھر آپ کی خلافت اور شہادت تک زندہ رہیں[2]

ابتداء بہت تنگ دست تھیں بعد میں وسعت ہوگئی تھی۔

آپ تقریباً سو سال سے زیادہ زندہ رہیں لیکن آخر وقت تک آپ کا نہ تو کوئی دانت گرا نہ آپ کی عقل و نظر یا ہوش و حواس میں فرق آیا[3]

جرأت وحق گوئی: آپ بہت جری خاتون تھیں جب آپ کے فرزند کو پھانسی دے دی گئی اور عرصہ تک ان کا بدن پھانسی پر ہی لٹکتا رہا تو ایک دن حجاج کے پاس چلی گئیں ان کے اور حجاج کے درمیان حسب ذیل سوال جواب ہوئے۔

حضرت اسماء کیا اس شہسوار کے اترنے کا وقت ابھی نہیں آیا؟

---

[1] الاصابہ ص ۲۳۰ جلد ۴۔ سیر صحابیات ص ۱۹۶ اسوہ صحابیات ص ۱۰۰۔

[2] الاصابہ ص ۲۲۹ جلد ۴۔

[3] الاصابہ ص ۲۳۰ جلد ۴۔

حجاج اس منافق کے اترنے کا [illegible] حضرت اسماء۔ واللہ وہ منافق نہ تھا روزہ دار اور شب زندہ دار تھا۔ حجاج۔ نکل جاؤ تم تو سٹھیائی ہوئی بڑھیا ہو۔ حضرت اسماء۔ واللہ میں سٹھیائی ہوئی نہیں ہوں میں نے حضور علیہ السلام سے سنا ہے۔ کہ بنی ثقیف سے ایک کذاب اور ایک ظالم پیدا ہوگا کذاب تو ہم نے مسلیمہ الکذاب دیکھ لیا اور ظالم تم ہو[1]

اندازہ کیجیئے ایک خاتون کس جرأت سے سب سے بدترین حاکم کے سامنے گفتگو کر رہی ہے۔

علمی خدمات آپ کی خدمات میں یہ بات بھی کہی جائے گی کہ آپ نے عبداللہ بن زبیر جیسے شیر دل اور جبر و استبداد کو للکارنے والے علم و فضل کے پیکر کی تربیت کی اور پیشوا سیاست ہوتے ہوئے بھی ان کے علمی پائے کا اس قدر بلند ہونا ہی اس عظیم ماں کی تربیت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

روایت کردہ احادیث: آپ نے آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے چھپن احادیث روایت کی ہیں جن میں وہ حدیث بھی شامل ہے جو ابھی پہلے درج کی گئی۔

راویان حدیث عبداللہ و عروہ (بیٹے) عباد بن عبداللہ۔ عبداللہ بن عروہ (پوتے) فاطمہ بنت منذر بن زبیر۔ عباد بن حمزہ بن عبداللہ بن زبیر وغیرہ کیسان۔ عبداللہ بن عباس۔ صفیہ بنت شیبہ۔ بن کیسان۔ ابن ابی ملیکہ[2]

اسماء بنت عمیس

یہ خاتون حضرت میمونہ کی بہن ہونے کے ناطے حضور علیہ السلام کی خواہر نسبتی تھیں۔ علاوہ ازیں یہ حضرت جعفر طیار کے عقد میں تھیں اس اعتبار سے آقائے دو عالم کے ساتھ ان کا

---

[1] الاصابہ ص ۲۰ جلد ۴۔

[2] اسد الغابہ ص ۱۵۰۔ سیر الصحابیات ص ۱۴۵۔ الاصابہ ص ۲۳۰ جلد ۳۔

بھاوج کا رشتہ بھی تھا یہ دار ارقم کے قیام سے قبل مسلمان ہوگئی تھیں اور اپنے شوہر نامدار کے ساتھ حبشہ ہجرت کی اور وہیں پر عبداللہ بن جعفر محمد بن جعفر اور عون بن جعفر پیدا ہوئے۔

حضرت جعفر طیار کی شہادت کے بعد حضرت ابو بکر صدیق سے نکاح ہوا جن سے محمد بن ابو بکر پیدا ہوئے اور پھر جناب علی نے نکاح کیا اور یحییٰ بن علی پیدا ہوئے [1]

علمی خدمات یہ ایک عالمہ فاضلہ خاتون تھیں اور آثار دو عالم سے اکثر مسائل دریافت کیا کرتی تھیں۔

آپ کے علم و فضل کے لیے جہاں آپ سے متعدد احادیث کی روایت کافی شہادت ہے وہاں یہ بھی ایک بڑی شہادت ہے کہ یہ علم تعبیر الرؤیا کی ماہر تھیں الاصابہ ہیں ہے۔

وكان عمر يسألها عن تفسير المنام ونقل عنها اشياء من ذالك [2]

روایت کردہ احادیث کی تعداد ساٹھ ہے جو کہ بڑے بڑے چند صحابہ و بکثرت تابعین نے آپ سے روایت کی ہے۔

روایت کرنے والوں میں عبداللہ بن جعفر اور عبداللہ بن عباس صحابی ہیں جب کہ قاسم بن محمد عبداللہ بن شداد ام عون بنت محمد بن جعفر۔ سعید بن المسیب اور عروہ بن زبیر وغیرہ جلیل القدر تابعین شامل ہیں [3]

اسماء کے علم و فضل کی شہادت علامہ ذہبی نے تجرید اسماء الصحابہ میں یوں دی ہے۔

وكانت فاضلة جليلة [4]

آپ کے تفقہ پر دال یہ ایک بات ہی کافی ہے کہ جب آپ نے حضرت ابو بکر صدیق کو ان کی وصیت کے مطابق غسل دے دیا تو چونکہ مردہ نہلانے کے بعد غسل کرنا مستحب ہے لہٰذا آپ نے صحابہ سے پوچھا کہ:

---

[1] الاصابہ ص ۲۳۱ جلد ۴ –

[2] الاصابہ ص ۲۳۱ جلد ۴ –

[3] الاصابہ ص ۲۳۱ جلد ۴ –

[4] تجرید اسماء الصحابہ جلد ۲ ص ۲۴۴ –

انی صائمة ... علی من ...

قالوا لا - [1]

اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ یہ خاتون حضور کے بعد بھی علم و فضل کے حصول میں کوشاں رہیں۔

فاطمہ بنت قیس الفہریہ

یہ صحابیہ خاتون جہاں صاحب جمال تھیں وہاں صاحب علم بھی تھیں یہ ابتداءً تو ابو حفص بن عمرو کے گھر تھیں بعد میں طلاق ہونے کے بعد حضرت زید کے بیٹے اسامہ بن زید سے نکاح ہوا [2]

علم و فضل و علمی خدمات یہ خاتون علمی اعتبار سے اس قدر بلند پایہ رکھتی تھیں کہ تمام تذکرہ نگاروں کے الفاظ یہ ہیں۔

ذات حسن وجمال وعقل وکمال[1]۔ کانت ذات عقل وافر وحسن باہر لہا حسن وکمال - [3]

ان کے کمال و فضل پر یہ بات دال ہے کہ معتدہ ثلاث کے نفقہ کے بارہ میں صحابہ کرام میں اختلاف ہوا۔

حضرت عمر کا فتویٰ یہ تھا اس کو نفقہ و سکنیٰ ملنا چاہیئے لیکن جب فاطمہ بنت قیس کی یہ روایت آپ تک پہنچی کہ حضور نے انہیں نفقہ وغیرہ نہیں دلایا تھا تو آپ نے فرمایا کہ:

اپنے رب کی کتاب اور نبی کی سنت کو ایک عورت کے کہنے پر نہیں چھوڑیں گے [4]

لیکن اس کے باوجود ہوا یہ کہ دوسروں نے فتویٰ دیا کہ ایسی عورت کو نہ خرچہ ملے گا نہ مکان اور فاطمہ بنت قیس کی حدیث کو حجت قرار دیا اس لیے کہ ایک عدت کے ختم ہونے پر ارشاد

---

[1] طبقات ابن سعد جلد ۸ ص ۲۸۴ -

[2] الریاض المستطابہ ص ۳۳۳ -

[3] اسد الغابہ ص ۵۲۷ جلد ۵ -

[4] تاریخ فقہ اسلامی ص ۱۸۲ محمد خضری اسد الغابہ ص ۵۲۷ جلد الریاض المستطابہ ص ۳۳۳ - اعلام النساء جزو ۴ ص ۹۲ -

ئی ہے، لا تدری لعل اللہ یحدث بعد ذالک امراً تو مطلقہ ثلاثہ کے لیے اللہ تعالیٰ کیا صورت پیدا فرمائے گا کہ وہ تو طلاق دینے والے پر حرام ہو چکی ہے[1]

اس مسئلہ میں حضرت عائشہ کے ساتھ ہی حضرت فاطمہ کا اختلاف ہوا لیکن وہ ان کی رائے کو یہ کہنے کے باوجود کہ فاطمۃ اتقی اللہ نفقۃ عامت ۵ انہ کان ھذا ان کی رائے کو تبدیل کر سکتا تو درکنار اکثر صحابہ کی رائے کو ان کے موافق ہونے سے نہ روک سکیں۔

روایت کردہ احادیث۔ آپ نے آنحضرت سے ۴۴ احادیث روایت کی ہیں جن کے رواۃ قاسم بن محمد۔ ابوبکر بن الوجہم۔ ابوسلمہ بن عبداللہ۔ سعید بن مسیب۔ عروہ بن زبیر۔ عبداللہ بن اللہ بن عتبہ، اسود بن یزید، سلیمان بن یسار، حضرت عائشہ، ام مسلمہ وغیرھم[2] نے کی ہے۔

بخاری و مسلم نے ان کی چار احادیث کو روایت کیا ان میں سے ایک لا نفقۃ ولا سکنی للمعتدہ واشقالہا۔ متفق علیہ ہے تین امام مسلم نے انفراداً روایت کی ہیں[3]

---

[1] تاریخ فقہ اسلامی ص ۱۸۳۔

[2] اعلام النساء جز دوم ص ۹۲۔

[3] الریاض المستطابہ ص ۳۳۳۔

مذاکرہ

عنوان: **عورت کی ملازمت کا مسئلہ**

زیر اہتمام: مرکز تحقیق دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری

مورخہ: ۱۴ اکتوبر ۱۹۸۴ء

میزبان: **مولانا سید محمد متین ہاشمی**

شرکاء

جناب مولانا محمد مالک کاندھلوی

جناب ڈاکٹر خالد غزنوی

جناب صاحبزادہ خورشید احمد گیلانی

جناب ڈاکٹر منیر احمد مغل

جناب مولانا محمد رفیق چودھری

جناب ڈاکٹر جان محمد

جناب ریاض الحسن نوری

جناب پادری ڈیوڈ مولا بخش (آسٹریلیا)

جناب پروفیسر گلزار وفا چودھری

جناب حافظ غلام حسین

جناب حافظ محمد سعد اللہ

و دیگر شرکاء